تلخیص و ترجمہ

سرمن رائ

طرزِ تعمیر

تین دروں والی اور محرابوں والی دیوار

(کیپٹن کریسول پروفیسر جامعہ فواد اول کے قلم سے)

(۴)

قدیم مشرقی طرز تعمیر کے قلعوں میں طویل مسقف دالان ہوتے تھے جن کی چھتیں نصف ستون والی ڈاٹوں پر قائم ہوتی تھیں اور اِدھر اُدھر پہلو میں دروازے ہوتے تھے۔ قلعۂ خرساباد (تعمیر ساتویں صدی قبل المیلاد) اسی طرزِ تعمیر کا نمونہ ہے۔ بعد کے تعمیر شدہ محلات کے بعض دالانوں پر گنبد بھی ہوتے تھے قصر اطیشفون، فیروز آباد، سروستانی، قصر شیریں وغیرہ ساسانی محلات اس طرز کے شاہکار ہیں۔

نصف ستون کی ڈاٹوں اور گنبدوں کا رواج اس زمانے میں بہت تھا اس لئے کہ درمیان کے سب سے بڑے گنبد پر دوسرے چھوٹے گنبد جو اس سے بلندی اور دو جانب وسعت میں کم ہوتے تھے اس پر قائم کئے جا سکتے تھے۔ یہ چھوٹے بڑے گنبد

کے ساتھ کبھی زاویہ قائمہ پر ملے ہوئے ہوتے اور کبھی اس کے محاذی اور مقابل۔ قصر اطیسفون اور قصر فیروز آباد اس پہلی طرز کے موافق ہیں۔ پہلو کے دالانوں کے دروازے۔ ڈاٹوں پر قائم ہیں دروازوں کا رُخ سامنے کی جانب نہیں بلکہ ایوان بزرگ کے اِدھر اُدھر پہلو میں ہیں۔

ہرٹسفلڈ کا خیال ہے کہ غالباً تین دروں والی محراب دار سامنے کی دیوار کے طرز رومانی اقو اس نہر سے اور سڑکوں کے ان تین دروں والے ستونوں پر قائم شدہ دروازوں سے لی گئی ہے جو اس عہد میں مشرق قریب میں رائج تھے۔

یہ طرز ایک فارسی یا عراقی قصر کی داغ بیل ڈالنے سے بہت ہی موزوں تھا۔ کیونکہ اس میں بڑے بڑے محراب دار دَر تھے جو سامنے والی دیوار کو پہلو والے چھوٹے چھوٹے کمروں سے ملاتے تھے اور یہ ان قصور کے طرز تعمیر میں ایک نیا اور شاندار اضافہ تھا۔ اِسی لئے دونوں پہلے والے گنبد ہمیشہ درمیانی ایوان کے گنبد کے مقابل رہتے تھے۔

سب سے پہلے یہ طرز تعمیر قصر خضر (تعمیر ۱-۲ سال قبل المیلاد) میں دیکھا جاتا ہے پھر تین صدی کے بعد قصر سروستان میں دوسری مرتبہ یہی نمونہ مشاہدہ میں آتا ہے پھر دوسری صدی میلادی کے دوسری نصف میں تیسری مرتبہ قصر اخیضر میں بھی یہی طرز پایا گیا۔ یہی وہ طرزِ تعمیر ہے جو سامرا میں قصر خلیفہ میں نمایاں کیا گیا ہے۔

یعقوبی کا بیان ہے

"ہارون الواثق پسر معتصم باللہ نے خلیفہ ہونے کے بعد دجلہ کے کنارے قصر ہارونی تعمیر کیا۔ اور اس میں شرقاً غرباً اونچے ٹیلوں پر آمنے سامنے شاہ نشین اور ایوان بنوائے اور وہیں منتقل ہوگیا۔ اسکی وجہ سے وہاں جاگیریں بڑھ گئیں۔ ہارون نے بعض لوگوں کو دور دراز مقامات سے وہاں بلا کر آباد کیا،

اور بعض لوگوں کو وہاں سے دور دراز مقامات پر منتقل کیا"۔

چنانچہ وصیف کو مطیرہ والی افشین کی حویلی عطا کی۔ اس کے بعد وصیف ہمیشہ وہیں رہا۔ اسکے رفقا اور سرداران افواج بھی وہیں گرد و پیش رہتے تھے۔

جن بندرگاہوں پر بغداد، واسط، بصرہ، موصل وغیرہ سے جہاز آکر اترتے ان کی اہمیت بہت بڑھ گئی، لوگوں نے نئی نئی عمارتیں بنوائیں اور چونکہ ان کو معلوم ہوگیا تھا کہ سامرا نے عظیم الشان آباد شہر کی حیثیت اختیار کرلی ہے۔ اس لئے انھوں نے عمارتیں بھی نہایت پختہ، مضبوط اور مستحکم بنوائیں اس سے قبل لوگ اسے چھاؤنی کہتے تھے۔

۲۳۲ھ ۸۴۶ء میں واثق کا انتقال ہوگیا۔ اور جعفر متوکل بن المعتصم خلیفہ بنا تو اس نے بھی ہارونی میں قیام اختیار کیا اور معتصم کے دوسرے محلات پر اسی کو ترجیح دی اور محمد المنتصر اپنے بیٹے کو معتصم کے قصر جوسق (کوشک) میں رکھا اور ابراہیم المؤید دوسرے بیٹے کو مطیرہ میں المعتز کو مطیرۃ کے عقب میں مشرق کی جانب بلکوار نامی جگہ میں آباد کیا۔ لہٰذا بلکوار سے لیکر دور نامی مقام کے آخری حصہ تک بقدر چار فرسخ عمارات میں اضافہ ہوا۔ حیرہ کی سڑکوں میں ایک نئی سڑک کا اضافہ کیا۔ اور حیرۃ کے شروع ہی میں آبادی سے دور اور جاگیروں اور بازاروں سے الگ تھلگ ایک بہت بڑی عالیشان مسجد تعمیر کرائی جعفر نے یہ مسجد غایت درجہ مضبوط مستحکم اور وسیع بنائی۔ اس میں ایک پانی کا فوارہ تھا جس کا پانی کبھی بند نہ ہوتا تھا۔ وادی ابراہیم بن رباح سے جو سڑک نکلتی تھی اس پر تین نہایت کشادہ اور بڑی بڑی سڑکیں تین جانب سے اس مسجد کی طرف آتی تھیں۔ ہر سڑک پر ہر قسم کے تجارتی سامان کی بڑی بڑی زمیں صنعت و حرفت کے کارخانے موجود تھے۔ ہر سڑک کی چوڑائی سو ہاتھ تھی تاکہ جب منتصر اپنے ارکین دربار رؤسا و اعیان، خدم و حشم، سوار و پیادہ فوجوں کے ساتھ مسجد میں آئے تو راستہ میں تنگی اور دشواری نہ ہو۔ ان میں عام لوگوں کی ایک جماعت کے مکانات اور جاگیریں بھی شامل کر دی تھیں۔ اس سے لوگوں

کے لئے مکانوں اور حویلیوں کے سلسلہ میں فراخی اور وسعت ہوگئی اور جامع مسجد کی ان سڑکوں کے بازاروں اور دکانوں میں دکاندار تاجر اور صنعت و حرفت والے وسعت کے ساتھ رہنے لگے اور ان کے لئے بہت سہولت ہوگئی۔ نجاح بن مسلم کاتب کو سب سے آخری سڑک پر مسجد کے قبلہ کی جانب جاگیر دی اور اسی کے قریب احمد بن اسرائیل کاتب کو بھی زمین دی گئی۔ محمد بن موسیٰ منجم اور اسکے اعزا واقربا نیز سرکاری ملازمین و سپہ سالاران و سادات کو بھی اس حصہ میں جاگیریں اور زمینیں عطا کی گئیں۔

متوکل نے اپنے عہد حکومت میں ایک نیا شہر آباد کرنے کا عزم کیا جس میں وہ خود جاکر آباد ہوا اور وہ شہر اسی کی طرف منسوب ہوا۔ چنانچہ محمد بن موسیٰ منجم اور دربار کے دوسرے منجمین کو حکم دیا کہ اس شہر کے لئے مبارک مقام انتخاب کریں چنانچہ انھوں نے ماحوذہ نامی ایک مقام متفقہ طور پر انتخاب کیا متوکل کو بتایا گیا کہ معتصم نے بھی اس مقام پر شہر آباد کرنے اور ایک نہر جو قدیم زمانہ میں یہاں تھی کھودنے کا ارادہ کیا تھا۔ لہذا متوکل نے اس شہر کے آباد کرنے کا عزم کر لیا اور ۲۴۵ھ سے غور و فکر اور ساز و سامان شروع ہوا۔ اور اس نہر کھودنے کی جانب توجہ فرمائی تاکہ وہ شہر کے وسط میں سے نکلے۔ نہر کی کھدائی کے اخراجات کا تخمینہ ایک کروڑ پچاس لاکھ دینار (زر سرخ) لگایا گیا۔ متوکل نے اس رقم کو منظور کیا اور اجازت دی چنانچہ کھدائی شروع ہوئی اور زبردست رقمیں اور بہت کافی روپیہ اس پر خرچ ہوا شاہی محلات اور حویلیوں کے نشان ڈالے گئے۔ اپنے تمام گورنروں، شہزادوں، سپہ سالاروں، سرکاری ملازمین، افواج اور عام لوگوں کو وہاں زمینیں تقسیم کیں اور اشناس ترکی کی حویلی سے جو کرخ میں واقع ہے اور اب فتح ابن خاناں سے مل گئی ہے) شارع اعظم (سب سے بڑی سڑک) تین فرسخ (۹ میل) لمبی اپنے محلات تک لگائی۔ شاہی محلات تین عظیم الشان دروازوں (پھاٹکوں) کے اندر واقع تھے جن میں نیزہ بردار سوار نکل سکتا تھا۔ اس شارع اعظم کے دائیں بائیں جانب لوگوں کو جاگیریں عطا کیں۔ اس کا عرض دو سو ہاتھ تھا اور تجویز کیا کہ شارع اعظم

کے ہر دو جانب دو نہریں کھودی جائیں جن میں مجوزہ بڑی نہر سے پانی آئے گا۔ عالیشان محل، پختہ اور مستحکم حویلیاں اور اونچی اونچی سربفلک کشیدہ عمارتیں بنائی گئیں۔ متوکل خود اثنائے تعمیر میں عمارتوں کا ملاحظہ فرماتا جس کو دیکھتا کہ وہ تعمیر میں زیادہ سعی، جانفشانی اور دلچسپی سے کام لے رہا ہے انعام اکرام سے اس کی حوصلہ افزائی کرتا۔ لہذا لوگوں نے بڑی جد وجہد اور کوشش سے عمارات بنوائیں اور اس شہر کا نام جعفریہ تجویز ہوا۔

عمارات کا یہ سلسلہ جعفریہ سے دور اور پھر کرخ اور سر من رائی تک برابر چلا گیا تھا اور بڑھتے بڑھتے معتز کی جائے سکونت تک آبادی پھیل گئی تھی۔ اس تمام حصہ آبادی میں جس کی مقدار سات فرسخ (۲۱ میل) ہے کوئی کھلا ہوا میدان یا مقام ایسا نہ تھا جس میں عمارت اور آبادی نہ ہو ایک سال کی مدت میں بنیادیں اٹھ گئیں اور بازار ایک علیحدہ مقام میں منتقل کر دیئے گئے اور ہر مربع حصہ آبادی اور شہر کی ہر جانب میں بھی ایک بازار وہاں کی ضروریات کے لئے رکھا گیا۔

جامع مسجد تعمیر ہوئی اور یکم محرم ۲۴۷ھ میں متوکل اس شہر کے قصور میں منتقل ہو گیا جعفریہ میں سب سے پہلی مرتبہ دربار عام کیا تو لوگوں کو بڑے بڑے انعامات دیئے اور ان سے ہمدردی کا سلوک کیا اور تمام سپہ سالاران، دفتری سرکاری ملازمین اور ہر اس شخص کو جس نے اسی شہر کی آبادی میں کوئی حصہ لیا تھا عطایا عنایت فرمائے۔

فرط شادمانی و مسرت میں کہا۔ "آج جبکہ میں خود اپنے بنائے ہوئے شہر میں مقیم ہوں مجھے محسوس ہوا کہ میں بھی بادشاہ ہوں"

تمام دفاتر، دفتر مالیات، دفتر جاگیرات، دفتر ولایات، دفتر فوج و پولس، دفتر غلامان و موالی، دفتر رسل و رسائل۔ اور تمام دفاتر جعفریہ میں منتقل ہو گئے، صرف نہر کی کھدائی مکمل نہ ہوئی تھی اور پانی بہت تھوڑا تھوڑا آتا تھا مسلسل اور یکساں نہ آتا تھا حالانکہ دس لاکھ کے قریب دینار

اس پر صرف ہو چکے تھے۔ اور حق یہ ہے کہ اس کا کھودنا بھی بہت ہی سخت اور مشکل کام تھا۔ ایسی سنگلاخ زمین میں نہر کھود رہے تھے جس میں کدال اثر بھی نہیں کرتے تھے۔ نو ماہ تین دن متوکل کو جعفریہ میں رہنا نصیب ہوا اور ۳ شوال ۲۴۷ھ میں سب سے بڑے محل قصر جعفری میں قتل کر دیا گیا۔ انا للہ

محمد المنتصر ابن متوکل اس کے بعد خلیفہ ہوا اور وہ سرمن رائی میں خود بھی منتقل ہوا اور تمام لوگوں کو حکم دیا کہ ماحوزہ (جعفریہ) سے منتقل ہو جائیں، شہر کو تباہ و برباد کر دیں اور شکستہ سامان کو سرمن رائی میں اٹھا لائیں۔ چنانچہ لوگ جعفریہ سے چلے آئے اور تمام شکستہ سامان عمارات مکانات اپنے ساتھ لے آئے۔ اور بہت تھوڑی مدت میں جعفری قصور، حویلیاں، مکانات اور بازار تباہ و برباد کر دیئے گئے اور محلِ وقوع ایک چٹیل میدان رہ گیا جس میں آدمی کی شکل و صورت بھی نظر نہ آتی تھی۔ تمام آبادی ایسی ویران و سنسان ہو گئی کہ گویا کبھی آبادی نہ ہوئی تھی اور کوئی یہاں رہتا ہی نہ تھا۔

ربیع الثانی ۲۴۸ھ میں منتصر نے سرمن رائی میں وفات پائی اور مستعین احمد بن المعتصم خلیفہ ہوا۔ دو سال آٹھ ماہ تک سرمن رائی میں قیام کیا۔ ملکی اور سیاسی حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے محرم ۲۵۱ھ میں بغداد آیا اور ایک سال کامل معتز اور اس کے ساتھیوں سے لڑتا رہا۔ یہ سرمن رائی میں تھا تمام ترک اور موالی اسی کے ساتھ تھے آخر مستعین خلافت سے معزول اور اس کی جگہ معتز خلیفہ ہوا اور سرمن رائی میں قیام کیا یہانتک کہ مستعین کی معزولی کے تین سال سات ماہ بعد اسے قتل کر دیا گیا۔ اور محمد المہتدی ابن الواثق رجب ۲۵۵ھ میں خلیفہ ہوا ایک سال کامل سرمن رائی میں قصرِ جوسق کے اندر مقیم رہا آخر وہ بھی قتل کیا گیا اور اس کے بعد احمد المعتمد ابن المتوکل خلیفہ ہوا اور سرمن رائی کے اسی قصرِ جوسق اور دوسرے شاہی محلات میں مقیم رہا۔ پھر کچھ عرصہ بعد سرمن رائی کی شرقی جانب ایک نہایت حسین و جمیل قصر تعمیر کرایا

جس کا نام معشوق رکھا اور اس میں منتقل ہوگیا اور وہیں رہا یہاں تک کہ سیاسی حالات اس کے لئے ناساز گار ہوئے اور بغداد اور پھر وہاں سے مدائن چلا گیا۔ یعقوبی کا بیان ہے

کہ سرمن رائی کی تعمیر اور آبادی کو اب جبکہ ہم کتاب البلدان لکھ رہے ہیں اور ۲۵۵ھ ہے پچپن سال گذرے ہیں۔ اس عرصہ میں سرمن رائی میں آٹھ خلفاء نے وفات پائی اور پانچ قتل ہوئے معتصم، واثق، منتصر، معتز، مہتدی مقتولین ہیں۔ متوکل اور معتصم سامرا کے اطراف و نواہی میں قتل کئے گئے جس کا نام کتب قدیمہ میں زوراء بنی عباس ہے۔ اس نام کی تصدیق اس ضرب المثل سے بھی ہوتی ہے جو اس کی مساجد کے متعلق مشہور ہے "زوراء لیس فیہا قبلۃ مستویۃ" (زوراء میں قبلہ سیدھا نہیں) ان مساجد کو اس کے باوجود ہدم نہیں کیا گیا تھا اور برائے نام باقی تھیں۔ ہم نے بغداد اور سرمن رائی کا بیان تمام شہروں سے پہلے لکھا کہ یہی دو شہر خلافت و دولت اسلامیہ کے مرکز تھے۔

م - ا